95500- فتوی کی بنا پر بیوی سے دروان عدت رجوع کرلیا لیکن اس فتوی کے خلاف فتوی حاصل ہونے پر بیوی نے کسی دوسرے سے نکاح کرلیا!

سوال

میں نے ایک عورت سے شادی کی اوراس سے میرا ایک بیٹا بھی ہے، ہمارے درمیان اختلاف ہوا تو میں نے اسے طلاق دے دی، دوران عدت میرے اور بیوی کے بھائی کے درمیان تلخ کلامی ہوگئی تو میں نے اسے کہا: "اگر فلاں عورت فجر سے قبل میرے گھر نہ آئی تو اسے تین طلاق"

لیکن اس کے بھائی نے آنے سے روک دیا اور وہ نہ آسکی، اس وقت میں نے اس سے رجوع نہیں کیا تھا، کچھ عرصہ بعد میں نے ایک عالم دین سے مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میں اس سے رجوع کرسکتا ہوں، لیکن مجھے یہ نہیں بتایا گیا کہ دوسری طلاق واقع ہوئی یا نہیں.

دو برس کے بعد بہت بڑی مشکل کھڑی ہوگئی جس میں گھر والوں کا بہت حصہ تھا، تو میں نے اسے طلاق دے دی، لیکن میں دوران عدت اپنی مطلقہ سے ملتا رہا اور آپس میں ازدواجی تعلقات بھی قائم کیے، چنانچہ میں نے اپنے ملک کے ایک عالم دین سے جو کہ عدالت میں کام کرتا تھا سے دریافت کیا تو اس نے مجھے لکھ کر فتوی دیا کہ جس طلاق کے بارہ میں مجھے کچھ نہیں بتایا گیا تھا وہ طلاق واقع ہی نہیں ہوئی، کیونکہ طلاق یافتہ عورت کو دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی.

اور ازدواجی تعلقات قائم کرنے کے ساتھ میرا رجوع صحیح ہے، میں نے اس پر اپنے دو دوستوں کو گواہ بھی بنایا، اور اپنی بیوی کو بھی اس کے بارہ میں بتا دیا تھا، لیکن سسرال والوں کو نہیں بتایا کیونکہ میرے اور ان کے آپس میں اخلافات تھے.

جب میرے گھر والوں کو بیوی سے رجوع کا علم ہوا تو وہ مجھ سے ناراض ہوئے، لیکن میں نے اپنی بیوی سے صبر کرنے کو کہا، اس طرح خفیہ طور پر رجوع کا سلسلہ جاری رہے حتی کہ میں اپنے گھر والوں سے علیحدہ ہو جاؤں.

ایک سال تک میں بیوی سے چوری چھپے ملتا رہا اور ہمارے ازدواجی تعلقات بھی قائم ہوتے رہے، اللہ تعالی نے مجھ پر انعام کیا تو میں اپنی تعلیم مکمل کرنے کے لیے باہر کے ملک جانے لگا لہذا سفر سے دس دن قبل میں نے بیوی کو ٹیلی فون کیا اور اسے بتایا کہ اللہ نے ہماری مشکل کا حل نکال دیا ہے میں نے اسے ایک یا دو ماہ انتظار کرنے کا کہا کہ اسے بتاؤں گا کہ اللہ نے کیا حل نکالا ہے، اور میں تعلیم کے لیے دوسرے ملک چلا گیا لیکن جانے کی اسے خبر نہ دی.

جانے کے ایک ہفتہ بعد مجھے میرے گھر والوں نے اچانک خبر دی کہ میری مطلقہ (جیسا کہ وہ خیال کرتے تھے) نے شادی کرلی ہے! مجھے بہت صدمہ پہنچا اب مجھے پتہ نہیں چل رہا کہ میں یہاں دوسر رہتے ہوئے کیا کروں، اور میں اس کی تصدیق بھی نہیں کر پا رہا تھا.

چنانچہ میں نے بیوی سے رابطہ کرنے کی کوشش کی اور جب رابطہ ہوا تو اس نے بتایا کہ میرا خیال تھا کہ تم مجھے یہ سارا عرصہ دھوکہ دیتے رہے ہو، جب اسے علم ہوا کہ میں پانچ برس سے پہلے واپس نہیں آسکتا تو اسے دھوکہ کا یقین ہوگیا.

وہ یہ دعوی کرتی ہے کہ اس نے ریڈیو پر ایک عالم دین سے دریافت کیا کہ کیا نیت کے بغیر بیوی سے رجوع ہو گا یا نہیں تو اس نے رجوع میں نیت کے واجب ہونے کا فتوی دیا، چنانچہ میں نے دریافت کرنے کے بعد بیوی کو بتایا کہ میرا حق ہے کہ میں عدالت میں علیحدگی کا مقدمہ دائر کروں، یا پھر اسے طلاق دے دوں، اور انہیں بھی بتا دوں تا کہ طلاق کی عدت پوری کریں.

یہ علم میں رہے کہ سسرال والوں نے مجھ سے طلاق کا اسٹام لیے بغیر ہی اس کی شادی کر دی ہے، یہی وہ چیز تھی جس پر میں اعتماد کرتا تھا کہ جب وہ مجھ سے طلاق کا اسٹام طلب کریں تو میں انہیں بتاؤں، برائے مہربانی مجھے اس کا کوئی حل بتائیں کیا اس کا حل کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

اول :

ابلیس کے لشکر کو سب سے زیادہ پسند
عمل خاوند اور بیوی میں علیحدگی کرانا ہے، شیطان خاوند اور بیوی میں علیحدگی کرا کر
ابلیس کے قرب کا شرف حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش میں رہتے
ہیں، کیونکہ ایسا کرنے والا شیطان ابلیس کے ہاں بہت مقام و مرتبہ اور شرف والا شمار
ہوتا ہے.

جابر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" ابلیس اپنا تخت پانی پر لگا کر اپنا
لاؤ لشکر روانہ کرتا ہے، ابلیس کے سب سے قریب اور شرف والا وہ شیطان ہوتا ہے جو سب
سے بڑا فتنہ باز ہو، ایک شیطان آ کر کہتا ہے میں نے ایسے ایسے کیا، تو ابلیس اسے کہتا
ہے تم نے تو کچھ بھی نہیں کیا، پھر ایک اور شیطان آ کر کہتا ہے : میں نے اسے اس وقت
تک نہیں چھوڑا جب تک کہ اس کی بیوی اور اس کے مابین علیحدگی نہیں کرا دی.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا : چنانچہ ابلیس اسے اپنے قریب کرتا اور اپنے ساتھ چمٹا کر کہتا ہے ہاں تو نے
کام کیا ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (2813).

آج ہم جو کچھ سن رہے اور پڑھ رہے کہ
خاوند نے یہ کیا اور وہ کیا یہ سب شیطانوں کا اپنی مہم میں کامیاب ہونے کی دلیل ہے،
چنانچہ اسلامی ممالک میں طلاق کی نسبت ہولناک حد تک زیادہ ہو چکی ہے، اور اگر آپ اس

کے اسباب تلاش کرنے لگیں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ یہ سب کچھ اس دنیا کی بنا پر ہے اور دین کے سبب سے یہ طلاق بہت ہی کم ہو رہی ہے لیکن دنیا کے باعث طلاق بہت زیادہ ہے.

چنانچہ خاوند جلد بازی سے کام لیتے ہوئے
غصہ میں آکر بیوی کو طلاق دے ڈالتا ہے، اور پھر اس کے نتیجہ میں خاندان کا شیرازہ بکھر کر رہ جاتا ہے، اور اولاد کی تباہی سامنے آتی ہے.

ہو سکتا ہے یہ سطور پڑھنے والا شخص
طلاق کے مسئلہ میں کچھ غور کرے اور طلاق دینے سے قبل کچھ سوچ لے، اور اپنے خاندان اور گھر کو بنا کر رکھنے کی حرص کرے، اور انہیں سعادت و راحت دے کر طلاق سے اجتناب کر لے، تاکہ اسے اور اہل خانہ کو شقاوت و بدبختی نہ آ لے.

دوم :

عمومی طور پر یہ ہے کہ طلاق کے اکثر
مسائل میں علماء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے، اور بہت سارے طلاق کے مسائل ایسے ہیں جنہیں خاوند طلاق دینے سے قبل جانتا تک نہیں، اس لیے اسے خاوند کو اس پر عمل کرنا چاہیے جس کا وہ علم رکھتا ہے، اور جس سے وہ جاہل ہے اس پر بھی وہ عمل کر گزرتا ہے.

کیونکہ اگر وہ کسی ایسے عالم دین سے
دریافت کرے جس کے دین اور علم پر اسے بھروسہ اور وہ اسے ثقہ سمجھتا ہو اور اس عالم دین نے اسے کوئی فتوی دیا تو پھر اسے اس پر عمل کرنا ضروری ہے، اور اس کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ کسی دوسرے فتوی کے حصول کے لیے کسی دوسرے عالم دین کا رخ کرے، اور نہ ہی اسے اس فتوی کے اثر میں شک کرنا چاہیے، کیونکہ اس نے تو اس پر عمل کیا ہے جو
اللہ نے حکم دیا تھا کہ اہل علم سے دریافت کر لو، اور اس پر حکم کی تعمیل واجب کی
تھی.

اور خاص کر جب یہ حکم کسی شرعی قاضی
کی جانب سے صادر ہوا ہو، تو پھر قضاء کے فیصلہ سے اختلافی مسائل کا حل نکل آتا ہے،
اور ثقہ عالم دین کے جواب پر سائل کو عمل کرنا لازم ہے.

سوم :

اس عالم دین نے آپ کو جو کہا ہے کہ
مطلقہ عورت پر طلاق واقع نہیں ہوتی، یہ قول اہل علم کی ایک جماعت نے اختیار کیا ہے
جن میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور معاصر علماء میں شیخ ابن عثیمین اور شیخ ابن باز
رحمہم اللہ شامل ہیں.

چہارم :

اور عالم دین نے جو آپ کو یہ کہا ہے
کہ آپ کا اپنی بیوی سے جماع کرنا رجوع کہلاتا ہے یہ احناف اور حنابلہ کا مسلک ہے اس
قول کو لینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ آپ نے وہی کام کیا ہے جس کا آپ کو حکم تھا کہ
اہل علم سے سوال کریں، یہ مسئلہ اجتہادی مسائل میں سے ہے جس میں علماء کا اختلاف پایا
جاتا ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"خرقی کی کلام کا ظاہر تو یہی ہے کہ
قول کے علاوہ کسی چیز سے رجوع حاصل نہیں ہوتا، امام شافعی کا مسلک یہی ہے اور امام
احمد کی بھی ایک روایت ہے، اور دوسری روایت یہ ہے کہ : وطئ و جماع سے بھی رجوع ہو
جاتا ہے، چاہے اس میں رجوع کی نیت نہ بھی ہو، اسے ابن حامد اور قاضی نے اختیار کیا
ہے، اور سعید بن مسیب اور حسن اور ابن سیرین، عطاء، طاؤس، زہری، ثوری، اوزاعی، اور
ابن ابی لیلی اور اصحاب الرائے کا یہی قول ہے" انتہی

دیکھیں : المغنی (482/8).

ہماری رائے میں تو آپ کا اپنی بیوی
کو اپنے رجوع کے بارہ میں فتوی کے متعلق بتانا، اور رجوع کرنے پر دو گواہ بنانا یہ
جماع کے علاوہ بھی رجوع پر دلالت کرتا ہے کیونکہ آپ کا بیوی کو بتانا اور گواہ
بنانا یہ رجوع کرنے کی صراحت ہے.

بہر حال آپ نے فتوی لیا اور آپ کو
رجوع کا فتوی دیا گیا اور آپ نے بیوی کو اس فتوی کے بارہ میں بتا بھی دیا اور پھر
آپ کا رجوع پر دو گواہ بنانا یہ مستقل طور پر رجوع کرنے کی تقویت کا باعث ہے.

اس بنا پر آپ کی بیوی نے جو دعوی کیا
ہے کہ اس نے کسی عالم دین سے دریافت کیا اور اس نے اسے عدم رجوع کا فتوی دیا ہے
کیونکہ بغیر نیت کے جماع کرنا رجوع نہیں کہلاتا یہ دعوی معتبر نہیں کیونکہ آپ نے
فتوی حاصل کیا اور پھر بیوی کو بھی اس فتوی کے بارہ میں بتا دیا اور رجوع پر دو گواہ
بھی بنائے، اس طرح رجوع کی صورت مکمل ہو جاتی ہے اور بیوی کو اس کی مخالفت کرنے کی
کوئی راہ نہیں ملتی.

پنجم :

آپ کا رجوع کے متعلق اپنے گھر والوں
کو یا پھر سسرال والوں کو رجوع کے متعلق بتانا رجوع کے لیے شرط نہیں، بلکہ بیوی کو
بھی رجوع کے بارہ میں بتانا رجوع میں شرط نہیں ہے، کیونکہ بیوی کے دور ہوتے ہوئے
رجعی طلاق والی بیوی سے بھی اکیلا خاوند رجوع کر سکتا ہے، اس میں نہ تو بیوی کی
رضامندی کی شرط ہے اور نہ ہی بیوی کو بتانے کی شرط ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہ

.{اور ان کے خاوند انہیں واپس لانے
کے زیادہ حقدار ہیں اگر وہ اصلاح کا ارادہ رکھتے ہوں}.البقرۃ(228).

امام قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"علماء کرام کا اجماع ہے کہ جب آزاد
شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور بیوی سے دخول ہو چکا ہو ایک یا دو طلاق ہوں تو
خاوند کو بیوی سے رجوع کرنے کا زیادہ حق ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ عدت ختم نہ ہوئی ہو،
اگرچہ بیوی ناپسند بھی کرے.

دیکھیں : تفسیر القرطبی(120/3).

آپ کے لیے بہتر تھا کہ آپ اپنے سسرال
والوں کو خبر دیتے کہ آپ نے اپنی بیوی سے رجوع کر لیا ہے، اور انہیں نہ بتانے میں
بہت بڑی خرابی اور قباحت پیدا ہونے کا خدشہ ہے وہ یہ کہ وہ یہ خیال کرتے ہوئے اپنی
بچی کی شادی کسی دوسرے مرد سے کر دیں کہ آپ نے اسے طلاق دے دی ہے اور پھر آپ اس کے
پاس بھی نہیں اس لیے ان کی طلاق یافتہ بچی کو نکاح کی اجازت ہے.

اور پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے تو
رجوع پر گواہ بنانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے :

{اور تم اپنے میں سے دو عادل گواہ
بنا لو} الطلاق (2).

تا کہ جھگڑا اور نزاع پیدا نہ ہو اور
اگر کوئی بھول جائے تو اسے یاد دلایا جا سکے، اور غافل کو طلاق کی تعداد پر متنبہ
کیا جا سکے.

فقہاء کرام نے رجوع پر گواہ نہ بنانے
کے مسئلہ میں اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہوسکتا ہے رجوع میں اخلاف پیدا ہو جائے
اور جھگڑا کھڑا ہو جائے کہ اس نے تو رجوع کیا ہی نہیں اور اسی دعوی کی بنا پر وہ
کسی دوسرے مرد سے شادی کر لے لہذا اگر گواہ ہوں گے تو ایسا نہیں ہو سکے گا.

الموسوعۃ الفقھیۃ میں درج ہیں :

"جمہور فقہاء کہتے ہیں کہ بیوی کو
رجوع کے بارہ میں بتانا مستحب ہے، کیونکہ ایسا کرنے میں خاوند اور بیوی میں پیدا
ہونے والے نزاع کا خاتمہ ہے.

عینی رحمہ اللہ کا کہنا ہے :

"عورت کو رجوع کے بارہ میں بتانا
مستحب ہے، یعنی عورت کو رجوع کا بتایا جائے، ہوسکتا ہے وہ یہ خیال کرتے ہوئے کہ
خاوند نے رجوع نہیں کیا اور اس کی عدت بھی گزر گئی ہے تو وہ کسی اور سے شادی کر لے،
اور خاوند اس سے وطئ بھی کر لے، تو اس طرح وہ عورت خاوند سے رجوع کے متعلق دریافت
نہ کرنے اور خاوند اسے رجوع کے بارہ میں نہ بتا کر گنہگار ہو گا.

لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ اگر
بیوی کو رجوع کے بارہ میں علم نہ بھی ہو تو رجوع صحیح ہے، کیونکہ یہ تو قائم شدہ
نکاح کو برقرار رکھنا ہے، نہ کہ نیا نکاح کرنا، اس لیے خاوند اپنے خالص حق میں تصرف
کا حق رکھتا ہے، اور جب انسان اپنے کسی خالص حق میں تصرف کرنا چاہے تو اسے دوسرے کو
بتانا اور علم میں لانا ضروری نہیں ہے" انتہی

دیکھیں : الموسوعۃ الفقھیۃ (22/114
).

اب آپ کو چاہیے کہ اپنا مقدمہ شرعی
عدالت میں لے جائیں اور اس عالم دین کا لکھا ہوا فتوی بھی پیش کریں، اور اپنے ساتھ
رجوع پر بنائے گئے دو گواہ بھی پیش کریں تا کہ آپ کا اپنی بیوی سے رجوع ثابت ہو سکے
اور بیوی آپ کی عصمت میں آ جائے.

اور اگر شرعی عدالت میں جائے بغیر آپ
ان سب کو یہ معاملہ سمجھا سکتے ہوں تو یہ بہتر ہے.

ہم یہاں آپ کو یہ بھی بتاتے چلیں کہ
اگر آپ اپنی بیوی سے رجوع نہ بھی کرنا چاہتے ہوں تو بھی آپ کو اس مسئلہ پر خاموشی
اختیار نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ معاملہ کو صحیح کرنے کے بعد آپ اگر چاہیں تو بیوی
کو طلاق دے سکتے ہیں لیکن یہ جان لیں کہ آپ کی خاموشی دوسرا غیر شرعی نکاح باقی رکھنے
کا باعث بن سکتا ہے، اور یہ بہت ہی قبیح چیز ہے.

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ آپ
کو اپنی رضامندی والے اعمال کرنے کی توفیق دے، اور آپ کے لیے خیر و بھلائی میں
آسانی پیدا فرمائے.

واللہ اعلم.